اشاعتِ اوّل: رمضان ۱٤٤۰ھ/ مئی۲۰۱۹

دینی تعلیمات پر مشتمل دس مفید

علمی و تحقیقی مضامین (چوتھا حصہ)

- مردوں کے لیے وضو کا سنّت طریقہ۔
- خواتین کے لیے وضو کا سنّت طریقہ۔
- نماز کے بعد دعا کے احکام وآداب۔
- خاندانی اور معاشرتی اختلافات کے اسباب، اور اخلاقِ نبوی کی روشنی میں ان کا حل۔
- دس مشہور احادیث کا تحقیقی جائزہ۔
- کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنے کا حکم، طریقہ اور ترتیب۔
- دینی تعلیمات کا خلاصہ۔
- مسواک کے آداب واحکام۔
- یہود سے متعلق مسلمانوں کو قرآن وسنت کی تنبیہات۔
- نجاستِ حقیقیہ کی اقسام اور ان کا حکم۔

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی ہے کہ وہ بغیر کسی استحقاق کے دین کی اشاعت کی توفیق عطا فرما دیتا ہے۔الحمدللہ کہ ایک عرصے سے تحریری طور پر بھی دین کی خدمت کی سعادت حاصل ہوتی رہتی ہے، جس کے نتیجے میں متعدد کتب ورسائل لکھنے کی توفیق نصیب ہوئی،اسی کے ساتھ ساتھ تحریری طور پر دینی سوالات کے جوابات دینے کا سلسلہ بھی قائم ہے،بسا اوقات یہ جوابات مقالات ومضامین کی صورت اختیار کرلیتے ہیں، زیرِ نظر کتاب در حقیقت ان تفصیلی مضامین کا چوتھا مجموعہ ہے جو مختلف سوالات کے جواب میں یا کسی اور ضرورت کے تحت لکھے گئے ہیں،ان میں نظریاتی مضامین بھی ہیں، فقہی بھی اور تحقیقی بھی۔ان کے مابین کسی خاص ترتیب کا لحاظ نہیں رکھا گیا،اس لیے ان کے مابین کوئی خاص ربط وتعلق نہیں بلکہ ہر ایک مضمون دوسرے سے مختلف ہے،چوں کہ اس طرح کے مضامین کافی تعداد میں ہیں اس لیے اس چوتھے حصے کے بعد ان مضامین کے دیگر حصے بھی جلد مرتّب کرلیے جائیں گے ان شاء اللہ۔اہلِ علم سے درخواست ہے کہ ان مضامین میں کسی قسم کی کوئی غلطی نظر آئے تو ضرور مطلع فرمائیں، بندہ ممنون رہے گا۔ جزاکم اللہ خیراً

اللہ تعالیٰ اس محنت کو قبول فرماکر بندہ کے لیے، بندہ کے والدین،اہل وعیال، خاندان، اساتذہ کرام، حضرات اکابر، احباب اور پوری امتِ مسلمہ کے لیے صدقہ جاریہ اور ذخیرۂ آخرت بنائے۔

بندہ فقیر الی اللہ
مبین الرحمٰن
رمضان المبارک 1440ھ/ مئی 2019
نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
03362579499

سنّت کے مطابق وضو کیجیے!!

مردوں کے لیے وضو کا سنّت طریقہ

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

مردوں کے لیے وضو کا سنت طریقہ:

وضو شروع کرتے وقت یہ نیت کرے کہ: میں عبادت کے لیے وضو کر رہا ہوں، یا یوں نیت کرے کہ: میں اللہ کی رضا کے لیے وضو کر رہا ہوں۔ دل میں نیت کر لینا کافی ہے، البتہ زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنا بھی درست ہے لیکن ضروری نہیں۔ پھر ’’بسم اللہ‘‘ پڑھے، اور سب سے پہلے دونوں ہاتھوں کو کلائیوں تک تین تین بار دھوئے۔ پھر دائیں ہاتھ سے تین بار اچھی طرح کلی کرے، اور مسواک کرے، اگر مسواک نہ ہو تو انگلی یا کسی کپڑے وغیرہ سے اپنے دانت صاف کرے۔ پھر دائیں ہاتھ سے تین بار اچھی طرح ناک دھوئے اور بائیں ہاتھ سے ناک کی صفائی کرے۔ پھر تین بار اچھی طرح چہرہ دھوئے کہ سر کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک، اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک سب جگہ پانی بہہ جائے، اور بہتر یہ ہے کہ چہرہ، ہاتھ اور پاؤں دھوتے وقت ان اعضا کو اچھی طرح ملے بھی تاکہ کوئی جگہ خشک نہ رہنے پائے۔ ڈاڑھی سے متعلق اتنی وضاحت ضروری ہے کہ ڈاڑھی کا وہ حصہ جو چہرے کی ان مذکورہ بالا حدود میں داخل ہے اس کو دھونا فرض ہے، پھر اگر یہ ڈاڑھی اتنی گھنی ہے کہ اندر کی کھال نظر نہیں آتی تو اندر تک پانی پہنچانا ضروری نہیں، البتہ اگر اندرونی کھال نظر آتی ہے تو ڈاڑھی کے بال دھونے کے ساتھ ساتھ اندر کھال تک بھی پانی پہنچانا ضروری ہے، اور ڈاڑھی کا وہ حصہ جو چہرے کی ان حدود سے باہر لٹکا ہوا ہو اس کو دھونا یا اس پر مسح کرنا واجب تو نہیں بلکہ سنت ہے، اس لیے چاہے تو اسے دھولے یا اس پر مسح کرلے؛ دونوں درست ہیں، پھر اگر ڈاڑھی گھنی ہے تو اس کا خلال کرے اس طریقے سے کہ دائیں ہاتھ سے چلو میں پانی لے کر ٹھوڑی کے نیچے سے ڈاڑھی میں ڈالے اور انگلیوں کے ذریعے خلال کرتے ہوئے ہاتھ کو اوپر تک لے آئے۔ پھر پہلے دائیں ہاتھ کو کہنی سمیت تین بار اچھی طرح دھوئے، اس کے بعد بائیں ہاتھ کو کہنی سمیت تین بار اچھی طرح دھوئے، البتہ دونوں ہاتھ دھوتے وقت ہاتھوں کی انگلیوں سے دھونا شروع کرے اور کہنیوں تک لے جائے، پھر ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر خلال کرے، اور اگر انگوٹھی یا گھڑی وغیرہ کوئی چیز پہنی ہوئی ہو تو ہاتھ دھوتے

وقت اس کو بھی ہِلالے تاکہ اس کے نیچے کی جگہ بھی دُھل جائے۔ پھر ایک بار پورے سر اور دونوں کانوں کا مسح کرے اس طریقے سے کہ دونوں ہاتھوں کو تر کرکے ان کی ہتھیلیاں اور انگلیاں سر کے اگلے حصے پر رکھ کر پچھلے حصے کی طرف اس طرح لے جائے کہ پورے سر کا مسح ہو جائے، پھر کانوں کا مسح کرے اس طریقے سے کہ شہادت کی انگلی سے کان کے اندرونی حصے کا مسح کرے اور انگوٹھے سے کان کی پشت کا مسح کرے، اور بہتر یہ ہے کہ ہاتھوں کی چھوٹی انگلی کانوں کے سوراخوں میں داخل کرے، پھر انگلیوں کی پشت کی طرف سے گردن کا مسح کرے البتہ گلے کا مسح نہ کرے کیوں کہ یہ منع ہے۔ پھر پہلے دائیں پاؤں کو ٹخنے سمیت تین بار اچھی طرح دھوئے، اس کے بعد بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے دائیں پاؤں کی انگلیوں کا خلال اس طرح کرے کہ پاؤں کی چھوٹی انگلی سے شروع کرے اور انگوٹھے پر ختم کرے۔ پھر بائیں پاؤں کو ٹخنے سمیت تین بار اچھی طرح دھوئے، اس کے بعد بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے بائیں پاؤں کی انگلیوں کا اس طرح خلال کرے کہ انگوٹھے سے شروع کرکے چھوٹی انگلی پر ختم کرے، البتہ دونوں پاؤں دھوتے وقت پاؤں کی انگلیوں سے دھونا شروع کرے اور ٹخنوں تک لے جائے۔ (ردالمحتار، فتاویٰ ہندیہ، بہشتی زیور، عمدۃ الفقہ ودیگر کتب فقہ)

وضو کے فرائض:

وضو میں چار فرض ہیں:

1. ایک بار چہرہ دھونا۔
2. ایک بار دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا۔
3. چوتھائی سر کا مسح کرنا۔
4. ایک بار دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔

وضو کی سنتیں:

- نیت کرنا۔
- بسم اللہ پڑھنا۔
- وضو شروع کرتے وقت دونوں ہاتھ کلائیوں تک تین بار دھونا۔
- مسواک کرنا۔
- کلی کرنا۔
- ناک میں پانی ڈالنا۔
- ڈاڑھی کا خلال کرنا۔
- ایک بار پورے سر کا مسح کرنا۔
- کانوں کا مسح کرنا۔
- ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا۔
- پے در پے وضو کرنا کہ بلا ضرورت وقفہ نہ کرے بلکہ مسلسل وضو کرتا جائے۔
- ترتیب سے وضو کرنا، (ترتیب وہی ہے جو وضو کرنے کے طریقے میں موجود ہے۔)
- وہ تمام اعضا جو وضو میں دھوئے جاتے ہیں جیسے، منہ، ناک، چہرہ، ہاتھ اور پاؤں؛ ان کو تین تین بار دھونا۔

نوٹ: وضو کے فرائض، سنتوں اور مستحبات و آداب کی تفصیلات وضو کرنے کے طریقے میں مذکور ہیں۔

(رد المحتار، فتاویٰ ہندیہ، بہشتی زیور، عمدۃ الفقہ و دیگر کتب فقہ)

وضو کی دعائیں:

1: وضو کے شروع میں ''بسم اللہ'' پڑھے۔

2: وضو کے دوران یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ، وَوَسِّعْ لِيْ فِيْ دَارِيْ، وَبَارِكْ لِيْ فِيْ رِزْقِيْ.

(عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی حدیث: 28)

3: وضو کے آخر میں یہ دعا پڑھے:

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللّٰهِ وَرَسُولُهُ. (صحیح مسلم حدیث:576)

یا یہ دعا پڑھے:

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ، وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ. (سنن الترمذی حدیث:55)

مبین الرحمٰن

نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

وضو سنّت کے مطابق کیجیے!!

خواتین کے لیے وضو کا سنّت طریقہ

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

خواتین کے لیے وضو کا سنت طریقہ:

وضو شروع کرتے وقت یہ نیت کرے کہ: میں عبادت کے لیے وضو کر رہی ہوں، یا یوں نیت کرے کہ: میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے وضو کر رہی ہوں۔ دل میں نیت کر لینا کافی ہے، البتہ زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنا بھی درست ہے لیکن ضروری نہیں۔ پھر ''بسم اللہ'' پڑھے، اور سب سے پہلے دونوں ہاتھوں کو کلائیوں تک تین تین بار دھوئے۔ پھر دائیں ہاتھ سے تین بار اچھی طرح کلی کرے، اور مسواک کرے، اگر مسواک نہ ہو تو انگلی یا کسی کپڑے وغیرہ سے اپنے دانت صاف کرے۔ پھر دائیں ہاتھ سے تین بار اچھی طرح ناک دھوئے اور بائیں ہاتھ سے ناک کی صفائی کرے۔ پھر تین بار اچھی طرح چہرہ دھوئے کہ سر کے بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک، اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک سب جگہ پانی بہہ جائے، اور بہتر یہ ہے کہ چہرہ، ہاتھ اور پاؤں دھوتے وقت ان اعضا کو اچھی طرح ملے بھی تاکہ کوئی جگہ خشک نہ رہنے پائے۔ پھر پہلے دائیں ہاتھ کو کہنی سمیت تین بار اچھی طرح دھوئے، اس کے بعد بائیں ہاتھ کو کہنی سمیت تین بار اچھی طرح دھوئے، البتہ دونوں ہاتھ دھوتے وقت ہاتھوں کی انگلیوں سے دھونا شروع کرے اور کہنیوں تک لے جائے، پھر ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر خلال کرے، اور اگر انگوٹھی یا گھڑی وغیرہ کوئی چیز پہنی ہوئی ہو تو ہاتھ دھوتے وقت اس کو بھی ہِلا لے تاکہ اس کے نیچے کی جگہ بھی دُھل جائے۔ پھر ایک بار پورے سر اور دونوں کانوں کا مسح کرے اس طریقے سے کہ دونوں ہاتھوں کو تَر کر کے ان کی ہتھیلیاں اور انگلیاں سر کے اگلے حصے پر رکھ کر پچھلے حصے کی طرف اس طرح لے جائے کہ پورے سر کا مسح ہو جائے، پھر کانوں کا مسح کرے اس طریقے سے کہ شہادت کی انگلی سے کان کے اندرونی حصے کا مسح کرے اور انگوٹھے سے کان کی پشت کا مسح کرے، اور بہتر یہ ہے کہ ہاتھوں کی چھوٹی انگلی کانوں کے سوراخوں میں داخل کرے، پھر انگلیوں کی پشت کی طرف سے گردن کا مسح کرے البتہ گلے کا مسح نہ کرے کیوں کہ یہ منع ہے۔ پھر پہلے دائیں پاؤں کو

ٹخنے سمیت تین بار اچھی طرح دھوئے، اس کے بعد بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے دائیں پاؤں کی انگلیوں کا خلال اس طرح کرے کہ پاؤں کی چھوٹی انگلی سے شروع کرے اور انگوٹھے پر ختم کرے۔ پھر بائیں پاؤں کو ٹخنے سمیت تین بار اچھی طرح دھوئے، اس کے بعد بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے بائیں پاؤں کی انگلیوں کا اس طرح خلال کرے کہ انگوٹھے سے شروع کرکے چھوٹی انگلی پر ختم کرے، البتہ دونوں پاؤں دھوتے وقت پاؤں کی انگلیوں سے دھونا شروع کرے اور ٹخنوں تک لے جائے۔ (ردالمحتار، فتاویٰ ہندیہ، بہشتی زیور، عمدۃ الفقہ و دیگر کتب فقہ)

وضو کے فرائض:

وضو میں چار فرض ہیں:

1. ایک بار چہرہ دھونا۔
2. ایک بار دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت دھونا۔
3. چوتھائی سر کا مسح کرنا۔
4. ایک بار دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔

وضو کی سنتیں:

- نیت کرنا۔
- بسم اللہ پڑھنا۔
- وضو شروع کرتے وقت دونوں ہاتھ کلائیوں تک تین بار دھونا۔
- مسواک کرنا۔
- کلی کرنا۔
- ناک میں پانی ڈالنا۔

- ایک بار پورے سر کا مسح کرنا۔
- کانوں کا مسح کرنا۔
- ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا۔
- پے درپے وضو کرنا کہ بلا ضرورت وقفہ نہ کرے بلکہ مسلسل وضو کرتی جائے۔
- ترتیب سے وضو کرنا، (ترتیب وہی ہے جو وضو کرنے کے طریقے میں موجود ہے۔)
- وہ تمام اعضا جو وضو میں دھوئے جاتے ہیں جیسے، منہ، ناک، چہرہ، ہاتھ اور پاؤں؛ ان کو تین تین بار دھونا۔

نوٹ: وضو کے فرائض، سنتوں اور مستحبات وآداب کی تفصیلات وضو کرنے کے طریقے میں مذکور ہیں۔ (ردالمحتار، فتاویٰ ہندیہ، بہشتی زیور، عمدۃ الفقہ ودیگر کتب فقہ)

وضو کی دعائیں:

1: وضو کے شروع میں ''بسم اللہ'' پڑھے۔

2: وضو کے دوران یہ دعا پڑھے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ، وَوَسِّعْ لِيْ فِيْ دَارِيْ، وَبَارِكْ لِيْ فِيْ رِزْقِيْ.

(عمل الیوم واللیلۃ لابن السنی حدیث: 28)

3: وضو کے آخر میں یہ دعا پڑھے:

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُ اللهِ وَرَسُوْلُهُ. (صحیح مسلم حدیث: 576)

یا یہ دعا پڑھے:

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ، اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ، وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ. (سنن الترمذی حدیث: 55)

مبین الرحمٰن

نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

نماز کے بعد دُعا کے احکام و آداب

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

فرض نماز کے بعد دُعا کے احکام:

فرض نماز کے بعد دعا مانگنے کی شرعی حیثیت سے واقفیت حاصل کرنا نہایت ہی اہم ہے کیوں کہ آجکل اس حوالے سے نہایت ہی افراط و تفریط پائی جاتی ہے، بعض لوگ اس کے سرے سے قائل ہی نظر نہیں آتے جبکہ بعض حضرات حدود سے تجاوز کرتے ہوئے اس کو ضروری سمجھتے ہیں، واضح رہے کہ یہ دونوں باتیں راہِ اعتدال سے ہٹ کر ہیں، یہی حال فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کا بھی ہے کہ بہت سے حضرات اس کے بارے میں بھی راہِ اعتدال سے محروم ہیں، اس لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ فرض نماز کے بعد انفرادی یا اجتماعی دعا مانگنے سے متعلق شرعی حکم اور اس کی شرعی حدود سے واقفیت حاصل کی جائے۔

اس تمہید کے بعد فرض نماز کے بعد انفرادی یا اجتماعی دعا سے متعلق شرعی حکم اور اس کی حدود بیان کی جاتی ہیں:

- متعدد احادیث سے ثابت ہے کہ فرض نماز کے بعد دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔

(رسالۃ استحباب الدعوات عقیب الصلوات، اعلاء السنن، کفایت المفتی، احسن الفتاوی، آپ کے مسائل اور ان کا حل)

سنن الترمذی میں ہے:

٣٤٩٩- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى الثَّقَفِيُّ المَرْوَزِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ غِيَاثٍ عَن ابْنِ جُرَيْجٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ سَابِطٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: قِيلَ يَا رَسُولَ اللهِ: أَيُّ الدُّعَاءِ أَسْمَعُ؟ قَالَ: «جَوْفَ اللَّيْلِ الآخِرِ، وَدُبُرَ الصَّلَوَاتِ المَكْتُوبَاتِ».

- بہت سی احادیث میں حضور اکرم ﷺ سے فرض نماز کے بعد دعائیں مانگنا ثابت ہیں۔

(رسالۃ استحباب الدعوات عقیب الصلوات، اعلاء السنن، کفایت المفتی، احسن الفتاوی، آپ کے مسائل اور ان کا حل)

- بہت سی احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ دعا کے لیے ہاتھ اٹھانا دعا کے آداب میں سے ہے، البتہ ہاتھ اٹھائے بغیر دعا مانگنا ثابت بھی ہے اور درست بھی ہے، اس لیے دعا کے لیے ہاتھ اٹھانے کو لازم سمجھنا درست نہیں۔

(اعلاء السنن، مراقی الفلاح، البحر الرائق، ہندیہ، احسن الفتاوی، رسالۃ استحباب الدعوات عقیب الصلوات)

- ان امور سے معلوم ہوتا ہے کہ فرض نماز کے بعد دعا مانگنا مستحب ہے، امام کے لیے بھی، مقتدی کے لیے بھی اور منفرد یعنی تنہا نماز پڑھنے والے کے لیے بھی، اس لیے احادیث میں دی گئی ترغیب کے پیشِ نظر مؤمن کو چاہیے کہ وہ فرض نماز کے بعد دعا مانگنے کا حریص بھی ہو اور یہ اس کے معمولات میں بھی شامل ہو، البتہ یہ یاد رہے کہ اس دعا کو شرعی حدود میں رکھنا چاہیے، شرعی حدود سے تجاوز کرتے ہوئے اس کو لازم قرار دینا ہرگز درست نہیں، اس لیے جو شخص کسی وجہ سے دعا مانگے بغیر اٹھ کر جا رہا ہو اس کو ملامت کا نشانہ بنانا ہرگز درست نہیں۔

(رسالہ استحباب الدعوات عقیب الصلوات، امداد الفتاوی، اعلاء السنن، احسن الفتاوی، فیض الباری، فتاوی محمودیہ، فقہی رسائل، آپ کے مسائل اور ان کا حل)

کیا سلام پھیرنے کے بعد بھی مقتدی امام کا پابند ہوتا ہے؟

باجماعت نماز ادا کرتے وقت امام اور مقتدیوں کا باہمی ایک تعلق ہوتا ہے، اسی سے جماعت وجود میں آتی ہے لیکن فرض نماز کا سلام پھیرتے ہی امام اور مقتدی حضرات کا یہ تعلق ختم ہو جاتا ہے اور مقتدی کسی بھی معاملے میں امام کا پابند نہیں رہتا۔ اس لیے جو حضرات سلام کے بعد بھی مقتدیوں کو امام کے ساتھ دعا کرنے کا پابند بناتے ہیں یا دعا کو جماعت کی نماز کا حصہ قرار دیتے ہیں وہ شرعی اعتبار سے کھلی غلطی کا شکار ہیں۔

(مصنف عبد الرزاق حدیث: ۳۲۲۲، سنن البیہقی حدیث: ۲۹۶۴ مع اعلاء السنن، آپ کے مسائل اور ان کا حل، نماز کے بعد ذکر اور دعا کے فضائل واحکام)

کیا مقتدی دعا شروع اور ختم کرنے میں امام کی دعا کے پابند ہیں؟

بعض حضرات کو دیکھا جاتا ہے کہ وہ امام کے ساتھ ہی دعا شروع کرنے اور امام ہی کے ساتھ ختم دعا کرنے کو بڑی اہمیت دیتے ہیں حتی کہ ایسا نہ کرنے والوں کو ملامت کرتے ہیں، اسی طرح بعض حضرات امام کے ساتھ مل کر دعا کرنے ہی کو اصل دعا سمجھتے ہیں، اس کے مقابلے میں انفرادی دعا کو اتنی اہمیت دینے کو تیار نہیں ہوتے بلکہ بعض تو اس کو دعا ہی نہیں سمجھتے، یہ بھی واضح غلطی اور غیر شرعی بات ہے،

اس میں ایک خرابی یہ بھی ہے کہ دعا کے لیے اجتماعیت ضروری تصور کی جاتی ہے اور اس کو انتہائی اہمیت دی جاتی ہے، گویا کہ امام کو اللہ تعالی اور بندوں کے مابین ایک ضروری واسطہ تصور کیا جاتا ہے حالاں کہ دعا میں ان چیزوں کی کوئی ضرورت نہیں، اس لیے ان باتوں کو ضروری سمجھنا یا حد سے زیادہ اہمیت دینا شریعت کے خلاف ہے۔ (احکامِ دعا، نماز کے بعد ذکر اور دعا کے فضائل واحکام)

فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کی شرعی حیثیت اور حدود:

اوپر بیان ہوا کہ فرض نماز کے بعد دعا مانگنا مستحب ہے، امام کے لیے بھی اور مقتدی کے لیے بھی، اس لیے فرض نماز کے بعد جب امام اور مقتدی حضرات میں سے ہر ایک اپنے لیے انفرادی دعا کرے گا تو ظاہر ہے کہ دیکھنے میں ایک اجتماعی صورت بن ہی جاتی ہے کیوں کہ ہر ایک کے دعا مانگنے کا وقت تقریبا ایک ہی ہوتا ہے، اور بنیادی طور پر دعا کے لیے یہ اجتماع ضمنی ہوا کرتا ہے نہ کہ حقیقی، کیوں کہ اصل اجتماع تو نماز کے لیے تھا، نماز سے فراغت کے بعد دعا کے لیے بھی بظاہر اجتماعی صورت بن جاتی ہے، اس اجتماع میں اگر امام کبھی کبھار مناسب آواز سے دعا کرا بھی لے تاکہ مقتدی دعا سیکھ لیں اور ان کے لیے ترغیب کا سامان ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں، کیوں کہ یہ اجتماع اپنی ذات میں مقصود نہیں اور نا ہی یہ اجتماع دعا کے لیے ہوتا ہے، اس لیے اس ضمنی اجتماع کو بالکلیہ بدعت قرار دینا درست نہیں، البتہ فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کو لازم قرار دینا، اجتماعی دعا کو مقصود سمجھنا، اسی طرح جو لوگ دعا کیے بغیر کسی وجہ سے اٹھ کر چلے جاتے ہوں ان کو ملامت کرنا، ان کو برا سمجھنا بھی ہر گز درست نہیں بلکہ یہ بدعت اور ناجائز ہے، آجکل اس بارے میں بڑی کوتاہی ہو رہی ہے۔

(امداد المفتین، آپ کے مسائل اور ان کا حل، ملفوظات فقیہ الامت، فقہی رسائل)

آہستہ آواز میں دعا کرنے کی فضیلت اور بلند آواز سے دعا کرنے کی حدود:

دعا میں افضل یہ ہے کہ آہستہ آواز سے ہو، اس لیے فرض نماز کے بعد بھی عام حالات میں آہستہ ہی دعا کرنی چاہیے البتہ اگر کبھی بلند آواز سے دعا کر لی تو یہ بھی جائز ہے تاکہ مقتدی دعا سیکھ لیں اور ان کے

لیے ترغیب کا سامان ہو، لیکن یہ جواز اس شرط کے ساتھ ہے کہ اسی کو افضل قرار نہ دیا جائے اور نا ہی اس کی وجہ سے کسی کی نماز، عبادت یا آرام وراحت میں خلل آئے۔ آجکل بعض مساجد میں ہر نماز کے بعد بلند آواز سے دعا مانگنے کا رواج عام ہو چکا ہے اور اس کو بڑی اہمیت دی جاتی ہے بلکہ اس کو بعض جگہ لازم بھی سمجھا جانے لگا ہے حتی کہ جو دعا بلند آواز سے نہ کی جائے اس کو دعا شمار ہی نہیں کرتے تو یہ تمام باتیں شریعت کے خلاف ہیں، حتی کہ اتنی بلند آواز سے دعا مانگنا کہ سلام کے بعد بقیہ نماز پوری کرنے والوں کی نماز میں خلل آئے یہ بھی جائز نہیں۔ (معارف القرآن، احکام دعا، نماز کے بعد ذکر اور دعا کے فضائل واحکام)

فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا یا رسمی کارروائی؟؟:

یہ واضح رہے کہ فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کو محض رسم نہ بنائی جائے، آجکل متعدد مساجد میں کی جانے والی اجتماعی دعا پر اگر غور کیا جائے تو رسمی کارروائی کے سوا کچھ نظر نہیں آتا کہ ہر فرض نماز کے بعد دعا کے نام پر چند مخصوص الفاظ دہرائے جاتے ہیں، اور مقتدی آمین آمین کہتے جاتے ہیں اور رسم پوری کر کے سب اٹھ جاتے ہیں، اگر انصاف کی نگاہوں سے دیکھا جائے تو اس کو دعا کہنا بھی مشکل نظر آتا ہے، دعا تو محض رٹنے یا پڑھنے کی چیز نہیں بلکہ مانگنے کی چیز ہے، بہر حال اس طرزِ عمل کی اصلاح واجب ہے۔

(معارف القرآن، نماز کے بعد ذکر اور دعا کے فضائل واحکام)

جن فرائض کے بعد سنتیں ہیں ان کے بعد دعا کا حکم:

جن فرض نمازوں کے بعد سنتیں ہیں ان میں بہتر اور مناسب یہی ہے کہ یا تو پہلے سنتیں ادا کی جائیں پھر اس کے بعد دعا کی جائے یا فرض کے بعد مختصر سی دعا کر کے سنت ادا کی جائیں پھر دل چاہے تو سنتوں کے بعد طویل دعا کر لی جائے۔

(اعلاء السنن، ردالمحتار، البحر الرائق، فتاوی محمودیہ، کفایت المفتی، نماز کے بعد ذکر اور دعا کے فضائل واحکام)

سنتوں کے بعد دعا کا شرعی حکم:

بعض جگہ سنتوں کے بعد اجتماعی دعا کرنے کا رواج ہے کہ سنتوں سے فراغت کے بعد امام اور

مقتدی مل کر اجتماعی دعا کرتے ہیں بلکہ باقاعدہ اہتمام کرتے ہیں حتیٰ کہ اس کو لازم بھی سمجھتے ہیں تو واضح رہے کہ یہ اجتماعی دعا قرآن وسنت اور تعاملِ امت سے کسی طور ثابت نہیں، اس لیے یہ بدعت ہے جس کا ترک کرنا ضروری ہے۔(احکامِ دعا، اعلاء السنن، النفائس المرغوبۃ فی حکم الدعا بعد المکتوبۃ)

البتہ سنتوں کے بعد انفرادی دعا کرنے میں کوئی حرج نہیں، شرط یہ ہے اس میں بھی شرعی حدود کی رعایت کی جائے۔

عیدین کی نماز کے بعد دعا کا شرعی حکم:

عیدین کی نماز کے بعد بھی دعا کرنا جائز بلکہ مستحب ہے، اس میں بھی ان تمام باتوں کی رعایت کی جائے گی جو فرض نماز کے بعد دعا کرنے سے متعلق اوپر بیان ہوئیں، اس لیے اس کو بھی شرعی حدود میں رکھنا چاہیے، اس کو ضروری سمجھنا اور دعا نہ کرنے والے کو ملامت کرنا ہرگز درست نہیں، البتہ عیدین میں دعا کرتے وقت یہ واضح رہے کہ بہتر اور مناسب یہ ہے کہ خطبے کی بجائے عید کی نماز کے بعد دعا کی جائے، اسی پر حضرات اکابر کا معمول چلا آرہا ہے۔

(امداد الفتاوی، امداد المفتین، امداد الاحکام، فتاوی دار العلوم دیوبند، فتاوی محمودیہ)

تراویح کے بعد دعا کا شرعی حکم:

بیس رکعات تراویح مکمل ہو جانے کے بعد بھی دعا کرنا جائز بلکہ بعض کے نزدیک مستحب ہے کیوں کہ بیس رکعات پورے ہونے پر قرآن کریم کے ایک مقررہ حصے کی تلاوت پوری ہو جاتی ہے اور تلاوت کے بعد کی گھڑی قبولیت کی گھڑی ہوتی ہے، اس لیے دعا کرنا بہتر ہے، البتہ اس میں بھی ان تمام باتوں کی رعایت کی جائے گی جو فرض نماز کے بعد دعا کرنے سے متعلق اوپر بیان ہوئیں، اس لیے اس کو بھی شرعی حدود میں رکھنا چاہیے، اس کو ضروری سمجھنا اور دعا نہ کرنے والے کو ملامت کرنا ہرگز درست نہیں۔(فتاوی دار العلوم دیوبند، امداد الاحکام، نماز کے بعد ذکر اور دعا کے فضائل واحکام)

نمازوں کے بعد دعا کرنے سے متعلق مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ فرمائیں:

رسالہ استحباب الدعوات عقیب الصلوات از حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ،

النفائس المرغوبۃ فی حکم الدعاء بعد المکتوبۃ از مفتی اعظم ہند مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ،

احکامِ دعا از مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ،

اعلاء السنن از شیخ الاسلام حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی رحمہ اللہ،

فقہی رسائل از حضرت اقدس مفتی عبد الرءوف سکھروی صاحب دامت برکاتہم،

نماز کے بعد ذکر اور دعا کے فضائل و احکام از حضرت مفتی محمد رضوان صاحب دام ظلہم۔

فتاویٰ محمودیہ، امداد المفتین وغیرہ۔

مبین الرحمٰن

نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

رشتوں کو نبھائیے!

خاندانی اور معاشرتی اختلافات کے اسباب، اور اخلاقِ نبوی کی روشنی میں ان کا حل

مبین الرحمٰن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

خاندانی اور معاشرتی اختلافات کے اسباب

- باہمی حقوق ادا نہ کرنا: جب باہمی حقوق ادا نہ کیے جائیں تو اس کا نتیجہ آپس کے اختلافات اور نفرتوں کی صورت میں سامنے آتا ہے۔
- ناانصافی کرنا۔
- مفادات کی بنیاد پر رشتے اور تعلقات قائم کرنا۔
- بدلہ ملنے کی نیت سے تعاون اور تحفہ تحائف کا لین دین کرنا۔
- دوسروں کے مزاج کی رعایت نہ کرنا۔
- دوسروں سے طمع اور امیدیں باندھنا۔
- بدگمانی کرنا۔
- بہتان تراشی کرنا۔
- فریقین میں سے کسی ایک جانب کی بات سن کر فیصلہ کرنا۔
- کسی کی بے جا طرف داری کرنا۔
- طنز کرنا اور طعنہ دینا۔
- غیبت کرنا۔
- ناخوشگوار امور میں صبر و برداشت سے کام نہ لینا۔
- بے جا غصہ کرنا یا حد سے زیادہ غصہ کرنا۔
- انتقام کی فکر میں لگے رہنا۔

- بغیر تحقیق کیے رائے قائم کرنا یا فیصلہ کرنا۔
- باہمی معاملات اور لین دَین صاف نہ رکھنا۔
- چغل خوری کرنا۔
- منفی سوچنا اور ہر بات میں منفی پہلو سوچنا۔
- دوغلی پالیسی اپنانا۔
- فخر و تکبر کا مظاہرہ کرنا۔
- بحث اور جھگڑے بڑھانا۔
- تنازعات حل کرنے کی بجائے محض تماشائی بننا۔
- اپنی غلطی نہ ماننا۔
- فیصلے شریعت کے مطابق نہ کرنا۔
- جھوٹ بولنا۔
- دوسروں کو تکلیف دینا۔
- خوشی غمی میں دوسروں سے بے جا مطالبات کرنا۔
- بدزبانی کرنا۔
- حسد کرنا۔
- دوسروں کی بے عزتی کرنا۔
- بے جا ضد اور انانیت کا مظاہرہ کرنا۔
- دوسروں کا معقول عذر قبول نہ کرنا۔

- احسان جتلانا۔
- احسان فراموشی کرنا۔
- دل میں دوسروں کے لیے بغض اور کینہ پالنا۔
- وعدہ خلافی کرنا۔
- نفسانفسی کا مظاہرہ کرنا۔
- خود غرضی اور مطلب پرستی کا مظاہرہ کرنا۔
- بے جا گلے شکوے کرنا۔
- ہر جگہ اعتراض و تنقید کرتے رہنا۔
- اختلاف و انتشار پر مبنی مزاج کا ہونا۔
- ہر معاملے میں دوسروں کی بنسبت اپنے کو حق دار سمجھنا۔
- دوسروں کا مذاق اڑانا۔
- دوسروں کی ذات و صفات اور درست سرگرمیوں کو اہمیت نہ دینا۔

اخلاقِ نبوّت کی کرنوں سے ماخوذ

خاندانی اور معاشرتی اختلافات کے حل کے لیے راہنما اصول

- دوسروں کے حقوق کی ادائیگی کی بھرپور کوشش کرنا۔
- ناخوشگوار حالات میں صبر اور برداشت کا مظاہرہ کرنا۔
- دوسروں کو معاف کرتے رہنا۔
- حق پر ہوتے ہوئے بھی جھگڑا چھوڑ دینا۔
- غصے کو قابو میں رکھنا۔
- مثبت مزاجی پیدا کرنا اور ہر بات میں مثبت پہلو نکالنا۔
- بدگمانی سے اجتناب کرنا۔
- غیبت سے اجتناب کرنا۔
- الزام تراشی سے اجتناب کرنا۔
- تحقیق کیے بغیر فیصلہ کرنے یا حکم لگانے سے اجتناب کرنا۔
- محض سنی سنائی بات پر یقین نہ کرنا۔
- باہمی معاملات اور لین دین کو صاف رکھنا۔
- دوسروں کے مزاج کی رعایت کرنا۔
- طنز و طعنہ سے اجتناب کرنا۔
- چغل خوری سے اجتناب کرنا۔

- دہری پالیسی سے اجتناب کرنا۔
- فخر و تکبر سے اجتناب کرنا۔
- مخلوق میں سے کسی سے بھی طمع اور امید نہ رکھنا۔
- تعلقات نبھانے کی ہر ممکن کوشش کرنا۔
- تعلقات اور رشتوں کو اہمیت دینا۔
- تعلقات اور رشتوں کو ہر دنیوی مفاد پر مقدّم رکھنا۔
- اپنی طرف سے تعلقات ختم کرنے سے اجتناب کرنا۔
- بے جا بحث اور لڑائی سے اجتناب کرنا۔
- لڑائی جھگڑے آگے نہ بڑھنے دینا، بلکہ خاموشی اختیار کرلینا۔
- تنازعات ختم کرنے کے لیے از خود آگے بڑھنا۔
- برائی کا بدلہ اچھائی سے دینا۔
- باہمی تعاون اور تحفہ تحائف میں بدلہ ملنے کی فکر نہ کرنا۔
- تعلقات کی بنیاد مفادات کی بجائے خلوص پر رکھنا۔
- رشتے اور تعلقات اللہ کے لیے قائم رکھنا۔
- باہمی احترام و محبت کو فروغ دینا۔
- دوسروں کی خبر گیری کرتے رہنا۔
- ہر انفرادی اور اجتماعی معاملے میں عدل و انصاف کرنا۔
- ہمیشہ حق کا ساتھ دینا۔

- اپنی غلطی کا اعتراف کرنا۔
- تنازعات میں تماشائی بننے کی بجائے ان کو حل کرنے کی کوشش کرنا۔
- تنازعات میں فریق بننے سے زیادہ انھیں حل کرنے کی کوشش کرنا۔
- دوسروں کی رائے کو اہمیت دینا۔
- اپنی رائے میں لچک پیدا کرنا، بے جا ضد اور ہٹ دھرمی کا مظاہرہ نہ کرنا۔
- دوسروں سے غصے اور تنازعات کی حالت میں سرزد ہونے والی باتوں اور رویے کو سنجیدہ نہ لینا۔
- انتقام کی فکر میں نہ رہنا۔
- فیصلے شریعت کے مطابق کرتے رہنا۔
- دوسروں کا ہمدرد اور خیر خواہ بننا۔
- دوسروں کے اچھے کاموں کی حوصلہ افزائی کا مزاج پیدا کرنا۔
- بدزبانی سے اجتناب کرنا۔
- حسد سے اجتناب کرنا۔
- دوسروں کو تکلیف دینے سے بھرپور اجتناب کرنا۔
- دوسروں کو خوش رکھنے کی کوشش کرنا۔
- خوشی غمی میں بے جا مطالبات سے اجتناب کرنا۔
- خوشی اور غمی میں خلوص کی بنیاد پر ساتھ دینا۔
- دوسروں کے مال، جان اور عزت کی حفاظت کرنا۔

- ایثار کرنا۔
- دوسروں کی خوشی غمی میں شریک ہونا اوران کے ساتھ تعاون کرنا۔
- باہمی ہدایا اور تحائف کا تبادلہ کرتے رہنا۔
- تعلق توڑنے والے سے تعلق جوڑے رکھنا۔
- دوسروں کا معقول عذر قبول کرنا۔
- خدمت اور احسان کرنے والوں کا شکریہ ادا کرنا۔
- دوسروں کی غیر موجودگی میں ان کی جائز تعریف کرنا۔
- دسروں کی جان، مال اور عزت کا ہر ممکن دفاع کرنا۔
- دوسروں کے احسان کو یاد رکھنا۔
- دوسروں کے لیے دل صاف کرنا۔
- وعدہ نبھانا۔
- خود غرضی اور نفسا نفسی سے اجتناب کرنا۔
- تواضع اور عاجزی اپنانا۔
- دوسروں کی ذات وصفات اور درست سرگرمیوں کو اہمیت دینا۔

مبین الرحمٰن
نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی
7شوال1439ھ/22جون2018

عوام میں رائج متعدد احادیث کی حقیقت جاننے کے لیے مطالعہ کیجیے

دس مشہور احادیث کا تحقیقی جائزہ

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

حدیث 1: "اللہ تعالیٰ مؤمن کے دل میں سماجاتا ہے" کی تحقیق

آجکل یہ حدیث قدسی مشہور ہے جس کو بیانات میں بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ:

مَا وَسِعَنِي سَمَائِي وَلَا أَرْضِي، وَلَكِنْ وَسِعَنِي قَلْبُ عَبْدِي الْمُؤْمِنِ.

ترجمہ: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں آسمان میں سماتا ہوں اور نہ زمین میں، لیکن اپنے مؤمن بندے کے دل میں سماجاتا ہوں۔

حکم: واضح رہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں، متعدد محدثین نے اس کو بے اصل قرار دیا ہے، حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ "المصنوع فی معرفۃ الحدیث الموضوع" میں فرماتے ہیں کہ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے اس کو بے بنیاد قرار دیا ہے، علامہ زرکشی رحمہ اللہ نے فرمایا ہے کہ اس کو ملحدین نے گھڑا ہے۔ اس لیے اس کی نسبت حضور ﷺ کی طرف کرنا ہرگز درست نہیں۔

- المصنوع فی معرفۃ الحدیث الموضوع:

٢٩٣: حديث: «ما وسعني أرضي ولا سمائي، ولكن وسعني قلب عبدي المؤمن» لا يعرف له إسناد مرفوع، وقال ابن تيمية: هوموضوع، وفي «الذيل»: وهو كما قال، ومعناه: وسع قلبه الإيمان بي وبمحبتي ،وإلا فالقول بالحلول كفر، وقال الزركشي: وضعته الملاحدة.

- المقاصد الحسنة في بيان كثير من الأحاديث المشتهرة على الألسنة:

٩٩٠: حديث: (ما وسعني سمائي ولا أرضي ولكن وسعني قلب عبدي المؤمن) ذكره الغزالي في «الإحياء» بلفظ: (قال الله: لم يسعن)، وذكره بلفظ: (ووسعني قلب عبدي المؤمن اللين الوادع)، وقال مخرجه العراقي: لم أر له أصلا وكذا قال ابن تيمية: هو مذكور في الإسرائيليات وليس له إسناد معروف عن النبي ﷺ،

ومعناه: وسع قلبه الإيمان بي ومحبتي ومعرفتي، وإلا فمن قال: إن الله تعالى يحل في قلوب الناس فهو أكفر من النصارى الذين خصوا ذلك بالمسيح وحده.

- **تذکرۃ الموضوعات للپٹنی:**

في الذيل: «ما وسعني سمائي ولا أرضي بل وسعني قلب عبدي المؤمن»، «القلب بيت الرب» قال ابن تيمية: موضوعان، قلت: وهما كما قال ، وفي «المختصر»: «لم تسعني أرضي وسمائي ولكن وسعني قلب عبدي المؤمن اللين الوازع» لم يوجد له أصل، وفي «المقاصد» ذكر في «الإحياء» وقال مخرجه العراقي: لم أر له أصلا، وقال ابن تيمية: مذكور في الإسرائيليات، ومعناه: وسع قلبه الإيمان بي ومحبتي وإلا فالقول بالحلول كفر، وقال الزركشي: وضعه الملاحدة.

(باب: إن القلب بيت الرب ووسيعه وإن الأرواح جنود)

- **مجموع الفتاوى للامام ابن تیمیہ رحمہ اللہ:**

وَمِمَّا يَرْوُونَهُ عَنْهُ ﷺ عَنِ اللهِ: «مَا وَسِعَنِي سَمَائِي وَلَا أَرْضِي وَلَكِنْ وَسِعَنِي قَلْبُ عَبْدِي الْمُؤْمِنِ»، فَأَجَابَ: الْحَمْدُ للهِ، هَذَا مَذْكُورٌ فِي الإسرائيليات، لَيْسَ لَهُ إِسْنَادٌ مَعْرُوفٌ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ، وَمَعْنَى «وَسِعَنِي قَلْبُهُ»: الْإِيمَانُ بِي وَمَحَبَّتِي وَمَعْرِفَتِي، وَلَا مَنْ قَالَ: إِنَّ ذَاتَ اللهِ تَحِلُّ فِي قُلُوبِ النَّاسِ، فَهَذَا مِنَ النَّصَارَى خَصُّوا ذَلِكَ بِالْمَسِيحِ وَحْدَهُ.

مبین الرحمٰن

31 جنوری 2019

نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

حدیث 2: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی دعوت اور ایک صحابی کی عدمِ شرکت

ایک واقعہ مشہور ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے مدینے والوں کی دعوت کی، لیکن ایک صحابی مسجد نبوی میں گہری سوچ میں تھے تو ان سے حضور ﷺ نے پوچھا کہ تم یہاں بیٹھے کیا کر رہو؟؟ تو وہ صحابی کہنے لگے کہ میں یہاں اسی فکر میں بیٹھا ہوں کہ کیسے آپ کا یک ایک امتی جہنم سے بچ کر جنت جانے والا بن جائے۔ تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر عبدالرحمٰن ہزار سال بھی مدینہ والوں کی دعوت کرتا رہے تو وہ تمہارے ثواب تک نہیں پہنچ سکتا۔

<u>حکم:</u> یہ واقعہ ہر گز ثابت نہیں، اس لیے اسے بیان کرنے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔(مزید دیکھیے: غیر معتبر روایات کا فنی جائزہ از مولانا طارق امیر خان صاحب 137/1)

حدیث 3: حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ٹاٹ کا لباس پہننا

ایک واقعہ مشہور ہے کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سارا مال اللہ کے راستے میں خرچ کر کے ٹاٹ کا لباس پہنا تو جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور حضور ﷺ سے فرمایا کہ صدیق اکبر کو اللہ تعالیٰ کا سلام پیش کیجیے اور ان سے کہیے کہ اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اس حال میں تو مجھ سے راضی ہیں یا نہیں؟ تو حضرت صدیق اکبر نے فرمایا کہ میں اس حال میں بھی اللہ سے راضی ہوں۔

حکم: امام شمس الدین ذہبی رحمہ اللہ نے اس واقعہ کو جھوٹا قرار دیا ہے۔

- میزان الاعتدال:

ابن خزيمة، حدثنا عمر بن حفص السيارى، حدثنا العلاء بن عمرو، عن أبي إسحاق الفزارى، عن سفيان، عن آدم بن على، عن ابن عمر، قال: بينما النبي ﷺ جالس وعنده أبو بكر عليه عباء قد خللها على صدره بخلال إذ نزل جبرائيل فأقرأه من الله السلام، وقال: ما لى أرى أبا بكر عليه عباء قد خللها. قال: يا جبرائيل أنفق ماله على. قال: فاقرأه من الله السلام، وقل له: يقول لك ربك: أراض أنت عنى في فقرك أم ساخط ؟ وذكر الحديث. وهو كذب.

(میزان الاعتدال فی نقد الرجال ۱۰۳/۳ دارالمعرفہ بیروت)

حدیث 4: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مسکراہٹ کی وجہ سے دندان مبارک سے چمک کا ظہور اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو گمشدہ سوئی ملنا۔

ایک روایت مشہور ہے کہ ایک رات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے سوئی گری اور گم ہوگئی، انھوں نے بہت تلاش کی لیکن اندھیرے کے باعث نہ ملی، تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہنسے، آپ کے ہنسنے کی وجہ سے آپ کے دندان مبارک سے ایک چمک اور نور نکلا جس کی وجہ سے کمرا روشن ہوگیا اور حضرت عائشہ کو اس روشنی میں وہ سوئی مل گئی۔

حکم: حضرت علامہ عبدالحئی لکھنوی رحمہ اللہ نے "الآثار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ" میں فرمایا ہے کہ یہ روایت ثابت نہیں ہے۔

- الآثار المرفوعة في الأخبار الموضوعة:

ومنها: ما يذكره الوعاظ عند ذكر الحسن المحمدي أنه في ليلة من الليالي سقطت من يد عائشة إبرته ففقدت فالتمستها ولم تجد فضحك النبي ﷺ وخرجت لمعة أسنانه فأضاءت الحجرة ورأت عائشة بذلك الضوء إبرته.

وهذا وإن كان مذكورا في «معارج النبوة» وغيره من كتب السير الجامعة للرطب واليابس فلا يستند بكل ما فيها إلا النائم والناعس، ولكنه لم يثبت رواية ودراية.

حدیث 5: حضور ﷺ کی تین محبوب چیزیں

ایک روایت مشہور ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے تین چیزیں محبوب ہیں: عورتیں، خوشبو اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔ (سنن النسائی حدیث:3950)

٣٩٥٠- أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْلِمٍ الطُّوسِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا سَيَّارٌ قَالَ: حَدَّثَنَا جَعْفَرٌ قَالَ: حَدَّثَنَا ثَابِتٌ عَنْ أَنَسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «حُبِّبَ إِلَيَّ النِّسَاءُ وَالطِّيبُ وَجُعِلَتْ قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلَاةِ».

یہاں تک تو یہ حدیث صحیح اور ثابت ہے، لیکن اس کے بعد اللہ تعالیٰ، حضرت جبریل علیہ السلام اور حضرات خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم میں سے ہر ایک کا اپنی تین محبوب چیزیں بیان کرنے کا جو واقعہ ہے وہ ثابت نہیں۔

(دیکھیے نوادر الحدیث مع اللآلی المنثورۃ 375،374، از شیخ الحدیث مولانا محمد یونس جونپوری رحمہ اللہ)

حدیث 6: حدیث قدسی ہے کہ میں ایک چھپاہوا خزانہ تھا۔

ایک حدیث قدسی مشہور ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''میں ایک چھپا خزانہ تھا، میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے مخلوقات کو پیدا کیا، توانھوں نے مجھے پہچانا۔''

حکم: امام ابن تیمیہ، امام زرکشی اور علامہ سخاوی رحمہم اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ حدیث ثابت نہیں۔ (دیکھیے: المصنوع فی معرفۃ الحدیث الموضوع از ملا علی قاری رحمہ اللہ)

- المصنوع في معرفة الحديث الموضوع:

٢٣٢: حديث: «كنت كنزا لا أعرف فأحببت أن أعرف فخلقت خلقا فعرفتهم بي فعرفوني» نص الحفاظ كابن تيمية والزركشي والسخاوي على أنه لا أصل له.

حدیث 7: عالم کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔

حدیث مشہور ہے کہ "عالم کے چہرے کو دیکھنا عبادت ہے۔" اسی طرح "عالم کے چہرے کو دیکھنا ساٹھ سال کی عبادت سے افضل ہے۔"

حکم: ان روایات کا کوئی ثبوت نہیں۔ دیکھیے: امام سخاوی رحمہ اللہ کی کتاب "المقاصد الحسنہ"، اور علامہ طاہر پٹنی صاحب رحمہ اللہ کی "تذکرۃ الموضوعات"۔

- المقاصد الحسنہ للسخاوی:

١٢٥١ حديث: «نظرة في وجه العالم أحب إلى الله من عبادة ستين سنة صياما وقياما». في نسخة سمعان بن المهدي عن أنس مرفوعا وكذا أورده الديلمي بلا سند عن أنس مرفوعا بلفظ: «النظر إلى وجه العالم عبادة وكذا الجلوس معه والكلام والأكل»، ولا يصح.

- تذکرۃ الموضوعات:

«نظرة في وجه العالم أحب إلى الله من عبادة ستين سنة صياما وقياما» في نسخة سمعان بن المهدي عن أنس رفعه وكذا ما أورده الديلمي بلا سند عن أنس رفعه بلفظ «النظر إلى وجه العالم عبادة وكذا الجلوس معه والكلام والأكل» ولا يصح.

- کشف الخفاء:

٢٨١١- «نظرة في وجه العالم أحب إلى الله من عبادة ستين سنه صياما وقياما» كذا في نسخة سمعان بن المهدي عن أنس مرفوعا، وأورده الديلمي بلا سند عن أنس مرفوعا بلفظ «النظر إلى وجه العالم عبادة وكذا الجلوس معه والأكل والكلام» ولا يصح شيء من ذلك كله كما سبق ذلك.

حدیث 8: گلاب کا پھول حضور ﷺ کے پسینہ مبارک سے پیدا کیا گیا ہے؟

یہ حدیث مشہور ہے کہ ”گلاب کا پھول حضور ﷺ کے پسینہ مبارک یا براق کے پسینے سے پیدا کیا گیا ہے۔“

حکم: امام نووی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ صحیح نہیں ہے۔ جبکہ امام ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ منگھڑت ہے۔

- المصنوع في معرفة الحديث الموضوع:

٧١- حَدِيثُ: «إِنَّ الْوَرْدَ خُلِقَ مِنْ عَرَقِ النَّبِيِّ ﷺ أَوْ مِنْ عَرَقِ الْبُرَاقِ» قَالَ النَّوَوِيُّ: لَا يَصِحُّ، وَقَالَ الْعَسْقَلانِيُّ وَغَيْرُهُ: مَوْضُوعٌ.

- کشف الخفاء ومزیل الإلباس میں ہے:

٧٩٨- إن الورد خلق من عرق النبي ﷺ أو من عرق البراق. قال النووي: لا يصح، وقال الحافظ ابن حجر: موضوع، وسبقه ابن عساكر.

- شرح الزرقاني على المواهب اللدنية بالمنح المحمدية:

وأما ما روي أن الورد «خلق من عرقه ﷺ ومن عرق البراق» فقال شيخنا في الأحاديث المشتهرة: قال النووي: لا يصح. وقال شيخ الإسلام ابن حجر: إنه موضوع.

حدیث 9،10: مسجد میں دنیوی باتیں کرنے سے متعلق وعید:

- حدیث مشہور ہے کہ ”مسجد میں باتیں نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو یا جانور گھاس کو کھا جاتا ہے۔“
- اسی طرح یہ حدیث مشہور ہے کہ ”جو مسجد میں دنیوی گفتگو کرے گا تو اللہ اس کے چالیس سال کے اعمال ضائع کر دے گا۔“

حکم: پہلی حدیث علامہ عراقی، علامہ سفارینی، علامہ سبکی، علامہ سیوطی، ملا علی قاری، علامہ طاہر پٹنی اور شیخ عبد الفتاح ابو غدہ رحمہم اللہ کے نزدیک بے اصل ہے جبکہ دوسری حدیث کو امام صنعانی رحمہ اللہ نے منگھڑت قرار دیا ہے۔

- المصنوع في معرفة الحديث الموضوع:

١٠٩: حديث: «الحديث في المسجد يأكل الحسنات كما تأكل البهيمة الحشيش» لم يوجد كذا في «المختصر».

- كشف الخفاء ومزيل الإلباس:

١١٢١- الحديث في المسجد يأكل الحسنات كما تأكل البهيمة الحشيش. قال القاري نقلا عن المختصر: إنه لم يوجد. انتهى، والمشهور على الألسنة «الكلام المباح في المسجد يأكل الحسنات كما تأكل النار الحطب»، وذكره في الكشاف باللفظ الأول.

- المغني عن حمل الأسفار:

٤١٠: حديث: «الحديث في المسجد يأكل الحسنات كما تأكل البهيمة الحشيش» لم أقف على أصلٍ.

- **تذکرۃ الموضوعات:**

«من تكلم بكلام الدنيا في المسجد أحبط الله أعماله وأربعين سنة»

قال الصغاني: موضوع.

مسجد میں دنیوی گفتگو کا حکم:

مسجد میں غیر شرعی گفتگو تو ظاہر ہے کہ ناجائز ہی ہے، البتہ مسجد میں جائز دنیوی گفتگو سے متعلق متعدد فقہا کرام نے فرمایا ہے کہ مسجد میں دنیاوی باتوں کے لیے بیٹھنا تو جائز نہیں کہ اسی نیت سے مسجد میں بیٹھا جائے، البتہ اگر کسی عبادت اور نیک کام کی غرض سے مسجد جانا ہو اور وہاں ضمن میں شرعی حدود میں رہتے ہوئے کچھ دنیوی گفتگو کرلی تو اس میں حرج نہیں۔ دیکھیے فتاویٰ محمودیہ 199/15، 198 اور جواہر الفقہ 115/3 ملاحظہ فرمائیں، اسی طرح البحر الرائق میں ہے:

وَصَرَّحَ فِي الظَّهِيرِيَّةِ بِكَرَاهَةِ الحديث أَيْ كَلَامِ الناس في الْمَسْجِدِ لَكِنْ قَيَّدَهُ بِأَنْ يَجْلِسَ لِأَجْلِهِ، وفي فَتْحِ الْقَدِيرِ: الْكَلَامُ الْمُبَاحُ فيه مَكْرُوهٌ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ، وَيَنْبَغِي تَقْيِيدُهُ بِمَا في الظَّهِيرِيَّةِ، أَمَّا إنْ جَلَسَ لِلْعِبَادَةِ ثُمَّ بَعْدَهَا تَكَلَّمَ فَلَا.

کھانے کی سنتوں میں سے ایک اہم سنت کا تذکرہ

کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنے کا حکم، طریقہ اور ترتیب

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

کھانا کھانے کے بعد انگلیاں چاٹنے کا حکم:

کھانا کھانے کے بعد ہاتھ دھونے اور کسی کپڑے وغیرہ سے صاف کرنے سے پہلے انگلیاں چاٹنا سنت ہے۔(عمدۃ القاری، اصلاحی خطبات جلد 5)

حدیث شریف سے ثابت ہے کہ کھانے کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لینی چاہیے کیوں کہ معلوم نہیں کہ کھانے کے کس حصے میں برکت ہے۔(صحیح مسلم حدیث: 5421)

انگلیاں چاٹنے کا طریقہ:

انگلیاں چاٹنے کا طریقہ ایک حدیث سے ثابت ہے کہ پہلے درمیان والی انگلی چاٹی جائے، پھر شہادت کی انگلی اور پھر انگوٹھا۔(المعجم الاوسط حدیث: 1649، عمدۃ القاری، اصلاحی خطبات)

اور اگر ان تین انگلیوں کے علاوہ دوسری انگلیاں بھی کھانے میں استعمال ہوئی ہیں تو ان تین انگلیوں کے بعد پہلے درمیان والی انگلی کے ساتھ والی انگلی، پھر چھوٹی انگلی چاٹ لی جائے۔
(کھانے پینے کے آداب از مفتی محمد رضوان صاحب)

- صحیح مسلم میں ہے:

٥٤٢١- حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِى حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ أَبِى الزُّبَيْرِ عَنْ جَابِرٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ «إِذَا وَقَعَتْ لُقْمَةُ أَحَدِكُمْ فَلْيَأْخُذْهَا فَلْيُمِطْ مَا كَانَ بِهَا مِنْ أَذًى وَلْيَأْكُلْهَا وَلاَ يَدَعْهَا لِلشَّيْطَانِ وَلاَ يَمْسَحْ يَدَهُ بِالْمِنْدِيلِ حَتَّى يَلْعَقَ أَصَابِعَهُ فَإِنَّهُ لاَ يَدْرِى فِى أَىِّ طَعَامِهِ الْبَرَكَةُ».(باب اسْتِحْبَابِ لَعْقِ الأَصَابِعِ)

- المعجم الاوسط میں ہے:

١٦٤٩- عَنْ هِشَامِ بْنِ عُرْوَةَ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ كَعْبِ بْنِ عُجْرَةَ، عَنْ أَبِيهِ

قَالَ: «رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَأْكُلُ بِأَصَابِعِهِ الثَّلَاثِ: بِالْإِبْهَامِ، وَالَّتِي تَلِيهَا، وَالْوُسْطَى، ثُمَّ رَأَيْتُهُ يَلْعَقُ أَصَابِعَهُ الثَّلَاثَ قَبْلَ أَنْ يَمْسَحَهَا، وَيَلْعَقُ الْوُسْطَى، ثُمَّ الَّتِي تَلِيهَا، ثُمَّ الْإِبْهَامَ».

- عمدۃ القاری میں ہے:

الأول: أن نفس اللعق مستحب محافظة على تنظيفها ودفعا للكبر، والأمر فيه محمول على الندب والإرشاد عند الجمهور وحمله أهل الظاهر على الوجوب، وقال الخطابي: قد عاب قوم لعق الأصابع؛ لأن الترفة أفسد عقولهم وغير طباعهم الشبع والتخمة، وزعموا أن لعق الأصابع مستقبح أو مستقذر أو لم يعلموا أن الذي على أصابعه جزء من الذي أكله فلا يتحاشى منه إلا متكبر ومترفه تارك للسنة.

الثاني: أن من الحكمة في لعق الأصابع ما ذكره في حديث أبي هريرة وأخرجه الترمذي قال قال رسول الله: إذا أكل أحدكم فليلعق أصابعه؛ فإنه لا يدري في أي طعامه البركة. وأخرجه مسلم أيضا والنسائي وابن ماجه من رواية سفيان الثوري عن أبي الزبير عن جابر قال قال رسول الله: إذا وقعت لقمة أحدكم فليأخذها فليمط ما كان بها من أذى وليأكلها ولا يدعها للشيطان ولا يمسح يده بالمنديل حتى يلعق أصابعه فإنه لا يدري في أي طعامه البركة. يعني فيما أكل أو فيما بقي في الإناء فيلعق يده ويمسح الإناء رجاء حصول البركة، والمراد بالبركة -والله أعلم-: ما يحصل به التغذية وتسلم عاقبته من أذى ويقوى على طاعة الله تعالى وغير ذلك، وقال النووي: وأصل البركة

الزيادة وثبوت الخير والامتناع به.

والثالث: أنه ينبغي في لعق الأصابع الابتداء بالوسطى ثم السبابة ثم الإبهام كما جاء في حديث كعب بن عجرة رواه الطبراني في الأوسط قال: رأيت رسول الله ﷺ يأكل بأصابعه الثلاث قبل أن يمسحها بالإبهام والتي تليها والوسطى ثم رأيته يلعق أصابعه الثلاث فيلعق الوسطى ثم التي تليها ثم الإبهام، وكان السبب في ذلك أن الوسطى أكثر الثلاثة تلويثا بالطعام لأنها أعظم الأصابع وأطولها فينزل في الطعام منه أكثر مما ينزل من السبابة وينزل من السبابة في الطعام أكثر من الإبهام لطول السبابة على الإبهام ويحتمل أن يكون البدء بالوسطى لكونها أول ما ينزل في الطعام لطولها.

والرابع: أن في الحديث: «فلا يمسح يده حتى يلعقها» وهذا مطلق، والمراد به الأصابع الثلاث التي أمر بالأكل بها كما في حديث أنس أخرجه مسلم وأبو داود والترمذي والنسائي من رواية حماد بن سلمة عن ثابت عن أنس: أن رسول الله ﷺ كان إذا أكل طعاما لعق أصابعه الثلاث، وبين الثلاث في حديث كعب بن عجرة المذكور أنفا، وهذا يدل على أنه كان يأكل بهذه الثلاث المذكورة في حديث كعب، وقال ابن العربي: فإن شاء أحد أن يأكل بالخمس فليأكل فقد كان النبي ﷺ يتعرق العظم وينهش اللحم، ولا يمكن أن يكون ذلك في العادة إلا بالخمس كلها، وقال شيخنا: فيه نظر؛ لأنه يمكن بالثلاث، ولئن سلمنا ما قاله فليس هذا أكلا بالأصابع الخمس وإنما هو ممسك

بالأصابع فقط، لا آكل بها، ولئن سلمنا أنه آكل بها لعدم الإمكان فهو محل الضرورة كمن ليس له يمين فله الأكل بالشمال. قلت: حاصل هذا أن شيخنا منع استدلال ابن العربي بما ذكره، والأمر فيه أن السنة أن يأكل بالأصابع الثلاث وإن أكل بالخمس فلا يمنع ولكنه يكون تاركا للسنة إلا عند الضرورة فافهم.

(باب لعق الأصابع ومصها قبل أن تمسح بالمنديل)

- فتح الباری میں ہے:

وقع في حديث كعب بن عجرة عند الطبراني في الأوسط صفة لعق الأصابع ولفظه رأيت رسول الله ﷺ يأكل بأصابعه الثلاث بالإبهام والتي تليها والوسطى ثم رأيته يلعق أصابعه الثلاث قبل أن يمسحها الوسطى ثم التي تليها ثم الإبهام. قال شيخنا في شرح الترمذي: كأن السر فيه أن الوسطى أكثر تلويثا لأنها أطول فيبقى فيها من الطعام أكثر من غيرها ولانها لطولها أول ما تنزل في الطعام ويحتمل أن الذي يلعق يكون بطن كفه إلى جهة وجهه فإذا ابتدأ بالوسطى انتقل إلى السبابة على جهة يمينه وكذلك الإبهام والله أعلم.

(قوله: باب المضمضة بعد الطعام)

ہر مسلمان کی ضرورت پر مبنی ایک اجمالی تحریر

دینی تعلیمات کا خلاصہ

مع عقائد، فقہ اور تصوف سے متعلق اہل السنۃ والجماعۃ کے ائمہ و مشائخ کا تذکرہ

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

دین دو چیزوں کا نام ہے:

- عقائد۔
- اعمال۔

عقائد:

عقائد جمع ہے عقیدہ کی۔ عقائد ان اہم باتوں کا نام ہے جو دین و مذہب کے نام پر پختگی کے ساتھ دل میں جما لی جائیں۔ یاد رہے کہ عقائد در حقیقت دین کی بنیاد ہوا کرتے ہیں، انہی پر ایمان وکفر اور حق و باطل کا دار ومدار ہوا کرتا ہے۔

عقائد کی اقسام:

بنیادی طور پر عقائد کی دو اقسام ہیں:

- ایک وہ عقائد ہیں جن پر ایمان کا دار ومدار ہے کہ ان کو ماننا مسلمان ہونے کے لیے ضروری ہے، ان میں سے کسی بھی عقیدے کا انکار کفر ہوا کرتا ہے، جیسے توحید، ختمِ نبوت، آخرت، نماز، روزہ جیسے ضروریاتِ دین کو تسلیم کرنے کا عقیدہ۔
- عقائد کی دوسری قسم وہ ہے کہ جن پر اہل السنۃ والجماعۃ کا دار ومدار ہے کہ حق جماعت اہل السنۃ والجماعۃ میں شمولیت کے لیے ان عقائد کو ماننا ضروری ہے، ان میں سے کسی ایک عقیدے کا انکار بندے کو اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج کر دیتا ہے، جیسے ایصال ثواب کو حق سمجھنا، قبروں میں حیاۃ الانبیاء علیہم السلام کا قائل ہونا، حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو خلیفہ اول ماننا، اور ان جیسے دیگر عقائد کو تسلیم کرنا۔

اعمال کی دو قسمیں ہیں:

- ظاہری اعمال، جن کا تعلق ظاہری اعضا کے ساتھ ہے جیسے نماز، روزہ، زکوۃ، حج، تلاوت، وضو، غسل، تجارت، نکاح وغیرہ۔
- باطنی اعمال، جن کا تعلق دل کے ساتھ ہے، جیسے اخلاص، تواضع، خوفِ خدا، ریاکاری، تکبر، عُجب وغیرہ۔

ظاہری اعمال سے متعلق احکام کا نام "فقہ" ہے، جس میں مسائل سے گفتگو کی جاتی ہے، اور باطنی اعمال سے متعلق احکام کا نام "تصوف" ہے۔ تصوف درحقیقت باطن کو بُرے اخلاق سے پاک کرنے اور پاکیزہ اخلاق سے منوّر کرنے کا نام ہے، یہی تصوف کے سلسلوں کا مقصد ہے۔ اور اس کام کے لیے مفید تر راستہ یہ ہے کہ کسی مستند شیخ ومرشد سے تعلق قائم کرلیا جائے۔

خلاصہ یہ کہ دین تین چیزوں کے مجموعے کا نام ہے:

۱: عقائد۔

۲: فقہ۔

۳: تصوف۔

عقائد میں اہل السنۃ والجماعۃ کے مشہور ائمہ:

عقائد میں اہل السنۃ والجماعۃ کے مشہور ائمہ دو ہیں:

1. امام ابو منصور ماتریدی رحمہ اللہ۔
2. امام ابو الحسن اشعری رحمہ اللہ۔

یہ دونوں ائمہ کرام اہل السنۃ والجماعۃ کے متفقہ امام ہیں، اور ہم بنیادی طور پر عقائد میں ان دونوں حضرات ہی کے پیروکار ہیں۔ دونوں ائمہ کا عقائد میں کوئی قابلِ ذکر اختلاف نہیں، ان دونوں حضرات نے قرآن وسنت کی روشنی میں صحیح عقائد ونظریات واضح طور پر بیان فرمائے، اور گمراہ فرقوں سے امت کو بچانے اور صحیح عقائد کی اشاعت میں گراں قدر خدمات سرانجام دیں، اس لیے امت میں انہیں عقائد کے معاملے میں امامت کا درجہ حاصل ہوا۔ انہی حضرات کی پیروی میں ہم "ماتریدی" اور "اشعری" کہلائے جاتے ہیں۔

فقہ میں اہل السنۃ والجماعۃ کے ائمہ کرام:

فقہ میں اہل السنۃ والجماعۃ کے چار ائمہ ہیں جن کے مذاہب دنیا میں رائج ہوئے:

۱: امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ۔

۲: امام مالک بن انس رحمہ اللہ۔

۳: امام محمد بن ادریس شافعی رحمہ اللہ۔

۴: امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ۔

یہ چاروں امام بر حق ہیں، البتہ ان میں سے کسی ایک امام ہی کی تقلید ضروری ہے۔

تصوف میں اہل السنۃ والجماعۃ کے سلسلے:

تصوف میں اہل السنۃ والجماعۃ کے متعدد سلسلے ہیں البتہ ان میں سے چار سلسلے مقبول اور مشہور ہیں:

۱: چشتیہ، جو کہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے۔

۲: قادریہ، جو کہ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے۔

۳: نقشبندیہ، جو کہ حضرت خواجہ بہاء الدین نقشبندی رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے۔

۴: سہروردیہ، جو کہ حضرت شہاب الدین سہروردی رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے۔

یہ چاروں سلسلے بر حق ہیں، بعض مشائخ ان میں سے کسی ایک میں بیعت کرتے ہیں جبکہ بعض مشائخ ان چاروں میں بیک وقت بیعت کرتے ہیں، دونوں طریقے رائج اور درست ہیں۔

مبین الرحمٰن

نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

زندگی کی ایک محبوب سنّت سے آگاہی حاصل کیجیے

مسواک کے آداب واحکام

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

مسواک کی شرعی حیثیت:

مسواک کرنا محبوب ترین سنت ہے، جس کی بڑی تاکید آئی ہے۔ (ردالمحتار، درس ترمذی)

مسواک کتنی بار کرنی چاہیے؟

مسواک تین بار کرنا مستحب ہے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ ہر بار نیا پانی لے کر تین بار مسواک کیا جائے۔(ردالمحتار)

مسواک کرنے کا طریقہ:

- مسواک دانتوں کے ظاہر وباطن، اندر وباہر ہر جانب کرنا چاہیے تاکہ خوب صفائی حاصل ہو۔ افضل یہ ہے کہ دائیں جانب کے اوپر کے دانتوں سے شروع کیا جائے، پھر بائیں جانب کیا جائے، پھر دائیں جانب کی نیچے کے دانتوں سے شروع کرکے پھر بائیں جانب میں مسواک کیا جائے۔
(ردالمحتار)
- مسواک دائیں ہاتھ سے کرنا چاہیے۔(ردالمحتار)
- افضل یہ ہے کہ مسواک عرضًا یعنی چوڑائی میں کرے تاکہ مسوڑھے زخمی نہ ہوں، البتہ زبان پر طولًا یعنی لمبائی میں کرنا افضل ہے۔(درس ترمذی)

مسواک پکڑنے کا سنت طریقہ:

مسواک پکڑنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ چھوٹی انگلی مسواک کے نیچے رکھے اور انگوٹھے کو مسواک کے نیچے سرے کے برابر میں رکھے، اور درمیان کی تین انگلیاں مسواک کے اوپر رکھے۔(ردالمحتار)

مسواک کیسی ہونی چاہیے؟

- ویسے تو مسواک کی سنت ہر تلخ درخت کی شاخ یا جڑ استعمال کرنے سے حاصل ہو جاتی ہے، البتہ افضل یہ ہے کہ مسواک پیلو کی ہو، پھر بعض حضرات نے زیتون کی مسواک افضل قرار دی ہے۔

(درس ترمذی، عمدۃ الفقہ)

- بہتر یہ ہے کہ مسواک اس قدر نرم ہو کہ اس سے صفائی ہو سکے۔ اسی طرح تر کر کے مسواک کرے تاکہ صفائی بھی ہو اور مسوڑھے بھی زخمی نہ ہوں۔ (ردالمحتار)
- مسواک کے لیے لمبائی میں کوئی سائز خاص نہیں کہ جس کی پاسداری شرعی اعتبار سے سنت یا مستحب ہو، البتہ حضرات اہلِ علم نے ایک بالشت کے برابر ہونا اچھا قرار دیا ہے کہ یہ ایک مناسب سائز ہے، لیکن اگر اس سے کم و بیش ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

(ردالمحتار و دیگر کتب)

- مسواک کے لیے موٹائی میں کوئی مخصوص سائز مقرر نہیں، بلکہ کوئی بھی مناسب مسواک استعمال کی جاسکتی ہے، البتہ اہلِ علم فرماتے ہیں کہ مسواک کا انگلی کے برابر موٹا ہونا اچھا ہے کیوں کہ یہ ایک مناسب سائز ہے، لیکن اگر کوئی شخص اپنے اعتبار سے اس سے کم و بیش اختیار کرے تو کوئی حرج نہیں۔ (ردالمحتار)

وضاحت: یہاں فائدے کے طور پر یہ بات سمجھنے کی ہے کہ مسواک سنت ہے اور سنت میں چوں کہ زینت اور سہولت کا پہلو ہوتا ہے، اس لیے حضرات فقہا کرام نے اس سنت کو حسنِ خوبی کے ساتھ سرانجام دینے کے لیے یہ ایسی باتیں بھی ذکر فرمائی ہیں جو احادیث سے ثابت تو نہیں ہوتیں البتہ ان کی رعایت کرتے ہوئے یہ سنت بہتر طریقے سے ادا ہو جاتی ہے، ان کو لُغوی اعتبار سے مستحب یعنی اچھا کہا جاتا ہے، جیسا کہ آخری تین باتیں۔

مبین الرحمٰن
نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

یہودیوں سے متعلق مسلمانوں کو قرآن وسنت کی تنبیہات

مبین الرحمن
فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

یہود کے ساتھ دوستی قرآن کریم کی نظر میں:

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بہت سے مقامات پر یہود کی نافرمانیاں، گستاخیاں اور سنگین جرائم بیان کر کے ان پر واضح الفاظ میں لعنت فرمائی ہے، ان کی اسلام دشمنی بھی بیان فرمائی ہے، اور ان کو دوست بنانے سے واضح الفاظ میں منع فرمایا ہے، چنانچہ سورۃ المائدہ آیت 51 میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى أَوْلِيَاءَ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ وَمَنْ يَتَوَلَّهُمْ مِنْكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ (٥١)

ترجمہ: اے مومنو! تم یہود و نصاریٰ کو دوست نہ بناؤ، ان میں سے بعضوں کی آپس میں دوستی ہے، اور جو تم میں سے ان کی طرف پھرے گا تو وہ انھی میں سے ہوگا، یقیناً اللہ تعالیٰ ظالم قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

جو اللہ یہود کا بھی خالق ہے، یہود کی اندرونی خصلتوں اور ناپاک عزائم کو بھی جاننے والا ہے، وہی اللہ ہمیں واضح الفاظ میں یہود کی دوستی سے منع فرما رہا ہے اور اس پر وعید بھی بیان فرمادی ہے۔

یہود کی مخالفت احادیث مبارکہ کی نظر میں:

احادیث میں یہود کی مخالفت کا حکم دیا گیا ہے حتی کہ ان کی مشابہت سے بھی منع کیا گیا ہے،

1: چنانچہ صحیح مسلم کی حدیث ہے کہ:

2722: حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ عَلِيٍّ الْحُلْوَانِيُّ حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ حَدَّثَنِي إِسْمَاعِيلُ بْنُ أُمَيَّةَ أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا غَطَفَانَ بْنَ طَرِيفٍ الْمُرِّيَّ يَقُولُ: سَمِعْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَبَّاسٍ رضى الله عنهما يَقُولُ: حِينَ صَامَ رَسُولُ اللهِ ﷺ يَوْمَ عَاشُورَاءَ وَأَمَرَ بِصِيَامِهِ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللهِ: إِنَّهُ يَوْمٌ تُعَظِّمُهُ الْيَهُودُ وَالنَّصَارَى، فَقَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «فَإِذَا كَانَ الْعَامُ الْمُقْبِلُ -إِنْ شَاءَ اللهُ- صُمْنَا الْيَوْمَ التَّاسِعَ». قَالَ: فَلَمْ يَأْتِ الْعَامُ الْمُقْبِلُ حَتَّى تُوُفِّيَ رَسُولُ اللهِ ﷺ.

ترجمہ: حضور ﷺ نے جب عاشورا کا روزہ رکھا اور دوسروں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا تو صحابہ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! یہود و نصاری تو اس دن کی تعظیم کرتے ہیں، تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان شاء اللہ اگلے سال ہم نوتاریخ کا روزہ بھی رکھیں گے۔ لیکن اگلے سال سے پہلے ہی انتقال فرما گئے۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے یہود و نصاری کی مشابہت سے بچنے کے لیے نو محرم کا روزہ رکھنے کا بھی حکم فرمایا، لیکن اگلا محرم آنے سے پہلے ہی ربیع الاول میں انتقال فرما گئے۔ اس لیے اس حدیث کی رو سے عاشورا کے روزے کے ساتھ 9 یا 11 تاریخ کو مل کر دو روزے رکھنے چاہیے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس کی حدیث ہے کہ:

مسند احمد میں ہے:

٢١٥٤ - قَالَ هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا ابْنُ أَبِي لَيْلَى عَنْ دَاوُدَ بْنِ عَلِيٍّ عَنْ أَبِيهِ عَنْ جَدِّهِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: «صُومُوا يَوْمَ عَاشُورَاءَ، وَخَالِفُوا فِيهِ الْيَهُودَ، صُومُوا قَبْلَهُ يَوْمًا أَوْ بَعْدَهُ يَوْمًا».

ترجمہ: عاشورا کا روزہ رکھا کرو اور یہود کی مخالفت کرو کہ عاشورا سے ایک دن پہلے یا بعد میں بھی روزہ رکھو۔

2: سنن النسائی میں ہے:

٥٠٨٥ - أَخْبَرَنِي الْحُسَيْنُ بْنُ حُرَيْثٍ قَالَ أَنْبَأَنَا الْفَضْلُ بْنُ مُوسَى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى لَا تَصْبُغُ فَخَالِفُوا عَلَيْهِمْ فَاصْبُغُوا.

ترجمہ: یہود و نصاری سفید بالوں پر خضاب نہیں لگاتے اس لیے تم ان کی مخالفت کرو اور خضاب لگایا کرو۔

یہی مضمون السنن الکبری للبیہقی میں بھی ہے کہ:

١٥٢٢٠- أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ : مُحَمَّدُ بْنُ الْحُسَيْنِ بْنِ دَاوُدَ الْعَلَوِيُّ أَخْبَرَنَا أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ الْحَسَنِ الْحَافِظُ حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ هَارُونَ حَدَّثَنَا مَكِّيُّ بْنُ إِبْرَاهِيمَ أَخْبَرَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ أَبِي رَوَّادٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ ذَكَرَ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ :« غَيِّرُوا الشَّيْبَ وَلاَ تَشَبَّهُوا بِالْيَهُودِ وَاجْتَنِبُوا السَّوَادَ».

ترجمہ: سفید بالوں میں خضاب لگا کر ان کی رنگت تبدیل کرو، اور یہود کی مشابہت اختیار نہ کرو، اور کالے خضاب سے اجتناب کرو۔

ان احادیث مبارکہ کے علاوہ بھی متعدد احادیث میں یہی بات بیان فرمائی گئی کہ یہود و نصاری کی موافقت نہ کرو بلکہ ان کی مخالفت کرو، اور ان کی مشابہت سے بھی اجتناب کرو۔

مسلمان کے ساتھ یہود دشمنی قرآن کریم کی نظر میں:

اللہ تعالیٰ سورۃ المائدہ آیت 82 میں فرماتے ہیں کہ:

لَتَجِدَنَّ أَشَدَّ النَّاسِ عَدَاوَةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الْيَهُودَ وَالَّذِينَ أَشْرَكُوا وَلَتَجِدَنَّ أَقْرَبَهُمْ مَوَدَّةً لِلَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ قَالُوا إِنَّا نَصَارَى ذَلِكَ بِأَنَّ مِنْهُمْ قِسِّيسِينَ وَرُهْبَانًا وَأَنَّهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُونَ (٨٢)

ترجمہ: تم یہ بات ضرور محسوس کرلو گے کہ مسلمانوں سے سب سے سخت دشمنی رکھنے والے ایک تو یہودی ہیں اور دوسرے وہ لوگ ہیں جو (کھل کر) شرک کرتے ہیں۔

اس آیت کے بعد مزید کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے، اور جو تجاویز آجکل ملکی سطح پر ان کی دوستی کی دی جاتی ہیں ان کو اس آیت کے ترازو میں بآسانی پرکھا جاسکتا ہے۔

یہود مسلمانوں سے کب راضی ہوتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ سورۃ البقرۃ آیت 120 میں فرماتے ہیں:

وَلَنْ تَرْضَى عَنْكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَى حَتَّى تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ قُلْ إِنَّ هُدَى اللَّهِ هُوَ الْهُدَى وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ بَعْدَ الَّذِي جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَكَ مِنَ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَلَا نَصِيرٍ (١٢٠)

ترجمہ: یہود و نصاریٰ تم سے اس وقت تک ہرگز راضی نہ ہوں گے جب تک کہ تم ان کے مذہب کی پیروی نہ کرلو۔

گویا کہ یہود کے ساتھ دوستی سے بھی بات نہیں بنے گی بلکہ ان کی پیروی کرنے، ان کے غلام بننے اور ان کے فرمان بردار بننے ہی سے وہ خوش ہوں گے، ظاہر ہے کہ یہ اسلام اور اہل اسلام کیسے گوارہ کرسکتے ہیں؟؟

مبین الرحمٰن
نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی

پاکی اور ناپاکی سے متعلق ضروری تفصیل سے آگاہی حاصل کیجیے !

نجاستِ حقیقیہ کی اقسام اور ان کا حکم

مبین الرحمٰن

فاضل جامعہ دار العلوم کراچی
متخصص جامعہ اسلامیہ طیبہ کراچی

شریعت کا حکم یہ ہے کہ نماز ادا کرنے کے لیے کپڑوں کا ہر قسم کی گندگی سے پاک ہونا ضروری ہے، اور کوشش یہی ہو کہ کپڑوں پر ناپاکی کا نام و نشان تک نہ ہو، البتہ شریعت نے سہولت کی خاطر نجاست کی معمولی مقدار معاف قرار دی ہے، اس معمولی مقدار کو سمجھنے کے لیے نجاست سے متعلق کچھ تفصیل بیان کرنا ضروری ہے، اس لیے پہلے نجاست کے بارے میں شریعت کی بیان کردہ تفصیلات سے آگاہی حاصل کرتے ہیں:

نجاستِ حقیقیہ کی دو اقسام ہیں:

1: نجاستِ غلیظہ، جیسے: انسانوں کا پیشاب اور پاخانہ، منی، مذی، ودی، بہنے والا خون اور پیپ، حرام جانوروں کا پیشاب، گوبر، لید، مینگنی، مرغی اور بطخ کی بیٹ، شراب وغیرہ۔

حکم: ایسی نجاست اگر کپڑوں پر شرعی درہم کے برابر یا اس سے کم لگ جائے تو معاف ہے، اگر کسی نے اس کے ہوتے ہوئے نماز ادا کرلی تو نماز ادا ہو جائے گی، چاہے اس کو علم ہو یا نہ ہو، البتہ بہتر یہی ہے کہ اس کو بھی دور کیا جائے۔

شرعی درہم کی پیمائش:

- شرعی درہم کی محتاط پیمائش ایک ایسا دائرہ ہے جس کا قُطر 2.75 سینٹی میٹر ہو، اس کی گولائی تقریباً 8.64 سینٹی میٹر ہو اور اس کا کل رقبہ 5.94 سینٹی میٹر ہو۔
- شرعی درہم کی پیمائش یوں بھی کی جاسکتی ہے کہ ہتھیلی میں پانی لے کر ہتھیلی کو پھیلایا جائے تو اطراف کا پانی گر جانے کے بعد ہتھیلی کے گہراؤ کے جتنے حصے میں پانی باقی رہ جائے اتنی مقدار درہم کی پیمائش ہے۔

خلاصہ یہ کہ ان تینوں پیمائش میں سے جس میں آسانی معلوم ہو اسی کو اختیار کیا جائے۔

جو نجاست غلیظہ بہنے والی ہو جیسے پیشاب وغیرہ ہے تو اس میں تو درہم کی مذکورہ بالا پیمائش کا اعتبار ہے لیکن جو نجاست کثیف یعنی ٹھوس ہو جیسے پاخانہ، گوبر، جما ہوا خون وغیرہ تو اس میں درہم کے وزن کا اعتبار ہے کہ ایسی نجاست درہم کے وزن کے برابر معاف ہے، ایک شرعی درہم ساڑھے چار ماشے [4.374 گرام] کے برابر ہوتا ہے۔

2: نجاست کی دوسری قسم ہے: نجاستِ خفیفہ یعنی ہلکی نجاست، جیسے: حلال جانوروں کا پیشاب، حرام پرندوں کی بِیٹ۔

حکم: ایسی نجاست اگر کپڑوں پر لگ جائے تو جس عضو پر لگا ہے اس کے چوتھائی حصے سے کم ہو تو معاف ہے، لیکن اگر چوتھائی یا اس سے زیادہ ہو تو اس کے ہوتے ہوئے نماز درست نہیں، جیسے آستین پر لگ جائے تو اس کا چوتھائی، دامن پر لگ جائے تو اس کا چوتھائی، وغیرہ۔

دیکھیے: رد المحتار، احسن الفتاویٰ، وساوس اور حقائق از مفتی محمد رضوان صاحب۔

مبین الرحمٰن

15 اگست 2017/ 22 ذوالقعدہ 1438

نیو حاجی کیمپ سلطان آباد کراچی